REGD. No L5254

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْفَضْلُ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

لاہور

فون نمبر ۲۹۷۹

چندہ سالانہ بیرون پاکستان ۳۰ روپے پاکستان ۲۴ روپے

ششماہی ۱۳ روپے ۔ سہ ماہی ۷ روپے ماہانہ ۲/۸ روپے

فی پرچہ /۱ ۔

جلد ۳۹/۵ | بدھوار ۸ ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ ۱۷ صلح ۱۳۳۰ ہش ۱۷ جنوری ۱۹۵۱ء | نمبر ۱۴

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۴ جنوری ۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو سینے میں بہت درد محسوس ہو رہا ہے ۔

ربوہ ۱۵ جنوری ۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سینے میں سخت درد محسوس ہو رہا ہے ۔ گلے کی تکلیف میں نسبتاً افاقہ ہے ۔ پرسوں سے درد نقرس کا دورہ پاؤں میں شروع ہے ۔ اور درد بڑھ رہا ہے ۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں ۔

لاہور ۱۶ جنوری ۔ نواب محمد عبد اللہ خاں صاحب کو حرارت ابھی ہے ۔ مگر عام کمزوری اور دل کی حالت میں نسبتاً فرق ہے ۔ احباب موصوف کو صحت کاملہ کیلئے خاص دعاؤں میں یاد رکھیں ۔

خان لیاقت کی مراجعت

لندن ۱۶ جنوری ۔ آج وزیر اعظم پاکستان نے نمبر ۱۰ ڈاؤننگ سٹریٹ پر مسٹر اٹیلی سے پھر ملاقات کی ۔ اس وقت آسٹریلوی وزیر اعظم مسٹر مینزز بھی موجود تھے ۔

خان لیاقت آج رات اخبار نویسوں کی کانفرنس کو خطاب کریں گے ۔ جس میں مسئلہ کشمیر کا ذکر بھی آئے گا ۔ وزیر اعظم کل کراچی کے لئے روانہ ہو جائیں گے ۔ البتہ آپ کی بیگم مزید تین ہفتے لندن ہی میں قیام کریں گی ۔

"جبتک پاکستان و ہندوستان کی فوجیں باہم مقابلے کیلئے ڈٹی ہوئی ہیں دونوں ملکوں کے مشترکہ دفاع کی گفتگو بے معنی ہے" (ظفر اللہ خان)

کراچی ۱۶ جنوری ۔ آج یہاں پاکستان کے وزیر خارجہ آنریبل چودھری محمد ظفر اللہ خان نے ایک بیان میں اس بات کا اظہار کیا کہ جب تک پاکستان و ہندوستان کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابلے میں ڈٹی ہوئی ہیں ۔ دونوں ملکوں کی طرف سے مشترکہ دفاع کے معاملے پر سوچنا بے معنی ہے اور جب تک بڑے بڑے نزاعی مسائل طے نہ پا جائیں کوئی ایک ملک بھی مشترکہ دفاع کے معاملے میں کما حقہ حصہ نہیں لے سکتا ۔ پختونستان کے معاملے کا ہندوستان میں پراپیگنڈہ ہونے کے مسئلے پر تبصرہ کرتے ہوئے وزیر خارجہ پاکستان نے کہا ۔ ہندوستان کا پاکستان کے خلاف ایسی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کرنا مستحسن نہیں ہے ۔ جسے نرم الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ وہ حق ہمسائیگی ادا نہیں کر رہا ۔ حالانکہ دونوں ملکوں میں ہمسائیگی کے تعلقات کو تقویت دینا ہر ہندوستانی اور پاکستانی کا فرض ہے ۔

تیس ہزار نئے مکانات کا منصوبہ

لاہور ۱۶ جنوری ۔ معلوم ہوا ہے کہ تقریباً ساڑھے ۱۵ کروڑ کے خرچ سے حکومت پنجاب تیس ہزار مکانات بنانے کا منصوبہ تیار کر چکی ہے ۔ ان مکانوں کی تعمیر سے مکانات کی دقت کا مسئلہ بہت حد تک حل ہو جائے گا ۔

پنڈت نہرو کی پریس کانفرنس

لندن ۱۶ جنوری ۔ ہندوستان کے وزیر اعظم پنڈت نہرو نے آج یہاں صحافیوں کی ایک کانفرنس کو خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم کی کانفرنس کے دوران میں مسئلہ کشمیر کے متعلق بہت سی باتوں کا فیصلہ ہو گو وہ کسی آخری سمجھوتے پر نہیں پہنچے ۔ لیکن سمجھوتے کے قریب ضرور آ گئے ہیں ۔ آپ نے کہا کہ کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق کشمیر کے عوام ہی کو حاصل ہے ۔ لہٰذا کشمیری عوام پر کوئی بیرونی فیصلہ ان کی مرضی کے خلاف نہیں ٹھونسنا چاہیئے ۔ ورنہ اس سے نہ صرف ہندوستان اور پاکستان کے مسائل بلکہ دیگر اور کئی قسم کی الجھنوں کا سامنا کرنا پڑے گا ۔

مسٹر مینزز کے عزائم

لندن ۱۶ جنوری ۔ کل یہاں آسٹریلوی کلب میں تقریر کرتے ہوئے آسٹریلوی وزیر اعظم مسٹر مینزز نے کہا ۔ کشمیر کا مسئلہ نہ صرف برصغیر پاک و ہند بلکہ عالمگیر امن کے لئے ایک خطرناک حیثیت اختیار کرتا جا رہا ہے ۔ میں اور میری حکومت اسے سلجھانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرے گی ۔ اور وقت ۔ روپے یا دیگر جس شے کی بھی ضرورت ہوگی اس سے دریغ نہیں کرے گی ۔

جنگ کوریا

ٹوکیو ۱۶ جنوری ۔ آج اتحادی فوجوں نے سیئول کے ۷۰ میل جنوب میں سوون کے شہر پر قبضہ کر لیا ہے اور سیئول کے علاقے میں ۱۰ میل آگے بڑھ آئی ہیں ۔ لیکن ابھی تک ان کی چین کی اس بڑی فوج سے مڈبھیڑ نہیں ہوئی ۔ جو بالکل جنوب میں ہے ۔ وسطی کوریا میں اقوام متحدہ کی فوجیں وانجو کے مورچے سے ہٹ گئی ہیں ۔ یہ فوجیں بہت دنوں سے چینیوں کے زبردست حملے کے باوجود برسر پیکار ہیں ۔

سیلونی پریس اور مسئلہ کشمیر

لندن ۱۶ جنوری ۔ سیلون ڈیلی نیوز کے نامہ نگار مقیم لندن نے ایک اطلاع میں لکھا ہے کہ دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم کی کانفرنس کے دوران میں دولت مشترکہ کے ممبر ملکوں کے نزدیک جن میں سیلون بھی شامل ہے ہندوستان کا رویہ حوصلہ افزا نہیں رہا بین الاقوامی حالات کے ماتحت کشمیر کے مسئلے کا جو تقاضا تھا اس کے مطابق پنڈت نہرو نے اپنے رویے میں لچک پیدا نہیں کی ۔ الغرض کہ اس رویے کے باعث مشرق کے معاملات پر سیر حاصل بحث نہیں ہو سکی ۔ کیونکہ کوئی ملک بھی کشمیر کے مستقبل کے متعلق اندازہ کئے بغیر کوئی واضح قدم نہیں اٹھا سکتا ۔ اسی طرح ایک اور جریدہ سیلون آبزرور نے بھی اس امر کا اظہار کیا ہے کہ کشمیر کے متعلق دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم کی عام ہمدردیاں پاکستان کے ساتھ ہیں اور اس بات کا اظہار پہلے اجلاس ہی میں ہو گیا تھا ۔

لیک سکسیس ۱۶ جنوری ۔ مجلس اقوام کی آزادی اطلاعات کا دستور بنانے والی تیرہ (۱۳) اقوام کی کمیٹی کا نائب صدر پاکستان کے مجلس اقوام میں مستقل نمائندے مسٹر اے ایس بخاری کو منتخب کر لیا گیا ہے ۔

کراچی ۔۔۔۔۔۔ ۱۶ جنوری

* سندھ میں خام لوہے کی جو دھات برآمد ہوئی ہے ۔ اس کی تحقیقات سے حوصلہ افزا نتائج برآمد ہوئے ہیں
* حکومت سندھ ۱۵ کروڑ کے خرچ سے صوبائی سڑکوں کی مرمت کا ایک جامع منصوبہ بنا کر مرکزی حکومت کو بھیج چکی ہے ۔
* سٹیٹ بنک آف پاکستان نے ایک اعلان میں اس امر کی وضاحت کی ہے ۔ کہ امپیریل بنک کو ۳۰ جون ۱۹۵۱ء کو پاکستان میں کام ختم کر دینے کا ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا ۔

نزدیک و دور سے

لاہور ۱۶ جنوری ۔ محکمہ بحالیات کو روزگار کی دوبارہ تشکیل کرتے ہوئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ لفظ "سب ریجنل" اڑا دیا جائے ۔ اب ایک سنٹرل آفس کراچی میں ایک ریجنل آفس لاہور میں اور چار ایسے دفاتر راولپنڈی ۔ لائل پور ۔ ملتان اور سیالکوٹ میں ہوں گے ۔ نیز چھ ایمپلائمنٹ بیورو شالامار ۔ لاہور چھاؤنی ۔ بادامی باغ ۔ جہلم ۔ منٹگمری اور سرگودھا میں کھولے جائیں گے ۔

عمان ۱۶ جنوری ۔ اسرائیل سے موصولہ اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے ۔ کہ گزشتہ سال کے پہلے ۹ مہینوں میں اسرائیل میں ۸ کروڑ ۵ لاکھ کی درآمد اور ایک کروڑ پانچ لاکھ پونڈ کی برآمد ہوئی ۔ (دستار)

بغداد الجدید ۱۶ جنوری گزشتہ ۳ مہینوں میں بہاول نگر اور منچن آباد کی تحصیلوں میں غیر مسلموں کی متروکہ زمین کے ۹۳۰۰ ایکڑ زمین پر ۱۵۱۵ مہاجر خاندانوں کو آباد کیا گیا ہے ۔

لندن ۱۶ جنوری ۔ برطانی فوج اور فضائیہ اس پر غور کر رہی ہے کہ گزشتہ جنگ میں ریڈیو اپریٹروں کا کام کرنے والی عورتوں کو دوبارہ طلب کیا جائے ۔

بڈفورڈ ۱۶ جنوری ۔ امریکی بحری فوجوں کے سابق چیف ایڈمرل لوئیس ڈینفیلڈ نے ایک بیان میں اس امر کا اظہار کیا ہے کہ امریکی فوجوں کو کوریا سے نکل آنا چاہیئے ان کا خیال ہے جب تک دوسری قومیں امریکہ کی تعداد کے مطابق حصہ نہیں لیں گی وہاں جد و جہد زیادہ مؤثر ثابت نہیں ہو سکتی ۔

پیرس ۱۶ جنوری معلوم ہوا ہے کہ اگلے مہینے میں فرانس کے فنی ماہروں اور صناعوں کا ایک وفد پاکستان آئے گا ۔

مسئلہ کشمیر کے تعطل کو دور کرنے کے لئے مسٹر مینزز کی نئی تجاویز

لندن ۱۶ جنوری ۔ لندن میں برطانی اور آسٹریلوی حلقوں میں اس بات پر زیادہ زور دیا جا رہا ہے ۔ کہ مسئلہ کشمیر کے حل کے سلسلے میں فوجوں کے انخلاء کے بارے میں جو غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں ۔ انہیں کم کرنے کی کوشش کی جائے ۔ حالیہ مذاکرات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ دونوں ملک فی الحقیقت اس مسئلے پر مفاہمت کے خواہاں ہیں ۔ لیکن اس کے لئے جو تجاویز پیش کی گئی ہیں ۔ ان کے متعلق دونوں حکومتوں سے مشورہ لازمی ہے ۔ خاص کر جو تجاویز مسٹر مینزز نے پیش کی ہیں ۔ مسٹر مینزز کو امید بھی ہے کہ ان کی تجاویز ضرور بار آور ثابت ہوں گی ۔ ان تجاویز کے اعلان کرنے کا معاملہ دونوں وزرائے اعظم پر چھوڑ دیا ہے ۔ کہ اگر وہ باہمی مشورے سے مناسب سمجھیں تو کر دیں ۔ (دستار)

مدیر: روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

مطبوعہ ۔ پرنٹر و پبلشر نے پاکستان ٹائمز پریس میں چھپوا کر ۳ میکلیگن روڈ دفتر سے شائع کیا

پاکستان کے احمدی پاکستان کی خاطر ہر قربانی دینے کیلئے تیار اور آمادہ ہیں

بعض اخبارات کی ناواجب تنقید پر شیخ بشیر احمد صاحب کا بیان

لاہور ۱۵ جنوری۔ جماعت احمدیہ لاہور کے امیر شیخ بشیر احمد صاحب نے جو قادیان جانیوالے قافلے کے امیر تھے حسب ذیل بیان جاری کیا ہے۔

میں اس قافلہ کا امیر تھا جو پاکستان سے دسمبر کے آخری ہفتہ میں قادیان گیا۔ اور جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ میں شرکت کی۔ اس جلسہ کی روئداد ہندوستان کے بعض اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ اور ان شائع شدہ رپورٹوں سے متاثر ہو کر پاکستان کے بعض جرائد نے مقالے لکھے۔ اور تبصرے کئے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ گویا میں نے قادیان میں کوئی ایسے الفاظ استعمال کئے۔ جن سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ جہاں تک احمدیوں کا تعلق ہے پاکستان کی حکومت کے مقابلہ میں ہندوستان کی لادینی حکومت بہتر ہے۔

مجھے یہ علم نہ تھا کہ پاکستانی جرائد کے نزدیک ہندوستان کا صحافتی معیار اتنا بلند ہے۔ کہ وہ ان کی ہر بات پر ایمان لانے کو تیار ہیں۔ اگر مجھے یہ علم ہوتا تو جس حد تک ہندوستانی اخبارات میں غلط بیانی اور مبالغہ سے کام لیا گیا ہے میں اسے فوراً ظاہر کر دیتا۔ اور پبلک کے سامنے بلا توقف تمام واقعات پیش ہو جاتے۔ حالات پیش آمدہ میں مجھے ہندوستانی جرائد سے غالباً کوئی شکایت نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ گو غلط بیانی نہائت معیوب فعل ہے۔ لیکن وہ اس گناہ کا ارتکاب حب الوطنی کے جذبہ سے مغلوب ہو کر کر رہے ہیں۔ اور اپنے موجودہ ذہنی ماحول کے نتیجہ میں محسوس کرتے ہیں کہ وہ اس غلط پروپیگنڈا سے اپنے ملک کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ لیکن اس کے مقابل پر پاکستانی جرائد نے جو ستم ڈھایا ہے وہ بہت تکلیف دہ ہے۔ اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ ملک کو آزادی حاصل ہو گئی ہے۔ مگر ہم میں سے کثیر حصہ ابھی تک بدستور غلامانہ ذہنیت کا مالک ہے۔ آزاد شہری کی نظر میں جو قدر و قیمت اپنے ملک کی ہوتی ہے۔ وہ بدقسمتی سے ابھی تک کثیر حصہ میں پیدا نہیں ہوئی۔ ہندوستان کے اخبار اپنے ملک کی حمائت میں جھوٹ بولتے ہیں۔ اور پاکستانی اخبار نادانی سے اپنے ملک کی تخریب کر رہے ہیں۔ صحافتی ذمہ داری کا یہ تقاضا تھا کہ وہ مجھ سے پوچھ لیتے۔ اور اس کے بعد میری طرف کوئی بات منسوب کرتے۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا اور ہندوستانی جھوٹ کو بطور اساس کے استعمال کر کے پاکستانی جرائد نے جھوٹ کی ایک اچھی خاصی عمارت کھڑی کر دی۔ اور غلط روی سے وہ کام سرانجام دیا جو ایک دشمن بھی نہیں کر سکتا۔

اصل واقعات صرف اس قدر ہیں کہ جلسہ قادیان ۲۷ دسمبر کے دوسرے اجلاس میں جس کے صدر محترم مولانا عبد الرحمن صاحب جٹ امیر جماعت احمدیہ قادیان تھے جو ہندوستان کے شہری ہیں۔ ایک تقریر حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری نے کی۔ حکیم صاحب موصوف ہندوستان کے شہری ہیں۔ اور صوبہ بہار کے رہنے والے ہیں۔ ٹائمز آف انڈیا بمبئی نے اس تقریر کا جو خلاصہ پیش کیا ہے۔ اس کا قریب قریب ترجمہ حسب ذیل ہے۔

”حکیم خلیل احمد صاحب بہاری نے مولانا مودودی کی جماعت اسلامی کی کارروائیوں پر جو وہ پاکستان میں کر رہی ہے بہت سخت تنقید کی۔ آپ نے کہا بھارت میں ایک غیر مذہبی ریاست ہونے کی حیثیت سے تمام مذاہب کے پیرووں کے لئے حفاظت کا بندوبست ہے۔ اور بھارت میں احمدی مسلمان مطمئن ہیں۔ اس نے افسوس ظاہر کیا کہ پاکستان میں تین مسلمان احمدیوں کو قتل کر دیا گیا ہے جو اسلامی تحریک کی کارروائیوں کا نتیجہ ہے۔“

گو یہ خلاصہ بھی اصل حقیقت کا حامل نہیں مگر تعجب ہے کہ اس عبارت سے بعض پاکستانی جرائد نے یہ کیونکر استنباط کیا کہ ہندوستانی جرائد کے نزدیک جو خیالات ایک ہندوستان کے شہری کے اپنی مملکت کے متعلق تھے وہی ایک پاکستانی شہری کے ہندوستان کے متعلق ہیں۔ خدا جانے اس جھوٹ کے ذریعہ وہ کیونکر اور کس طرح اپنے ملک کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ واقعات کے خلاف دنیا کے سامنے یہ ظاہر کرنا کہ پاکستان کا شہری پاکستان کی حکومت کو ادنے خیال کرتا ہے۔ اگر پاکستان کی توہین اور شہریت کے مفہوم کی تضحیک نہیں تو اور کیا ہے؟ یقیناً میں اسے پاکستان کی توہین اور اپنے پاکستانی شہری ہونے کی تذلیل خیال کرتا ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ پاکستان کے ایک شہری کی حیثیت سے میں نے اپنے اور اپنے ہمراہیوں کی طرف سے حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری کی تقریر سنتے ہی جو انہوں نے ہندوستانی شہری ہونے کی حیثیت سے کی تھی اسی اجلاس میں اور اسی سٹیج پر یہ اعلان کیا۔ جو اخبار الفضل مورخہ ۳ جنوری ۱۹۵۱ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اور جس کے الفاظ یہ ہیں۔

”حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اگرچہ وہ ایک ہندوستانی شہری کے ذاتی خیالات ہیں۔ اور خود ان کے کہنے کے مطابق حکومت پاکستان اس کی ذمہ وار نہیں ہے۔ لیکن ایک پاکستانی شہری کی حیثیت سے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اس مجلس میں اس امر کا اظہار کروں کہ مجھے ان کے خیالات سے سخت اختلاف ہے۔ میں اور میرے رفقا اور جماعت احمدیہ کے تمام وہ افراد جو پاکستان کے شہری ہیں۔ حکومت پاکستان کے نہائت وفادار ہیں اس کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے تیار اور آمادہ ہیں۔ اور میں پاکستان کا شہری ہونے میں فخر محسوس کرتا ہوں“۔

مجھے حیرت ہے کہ بعض پاکستانی اخبارات نے پاکستان کی تضحیک اور تذلیل تو گوارا کی۔ لیکن انہیں یہ گوارا نہ ہوا کہ وہ ملک کے ہر کونے میں بلکہ اس سے باہر بھی جہاں تک ان کی آواز پہنچ سکتی ہو میرا یہ پیغام بھی پہونچا دیتے کہ پاکستان میں بسنے والے احمدی پاکستان کے شہری ہونے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ اور اس فخر کو ہندوستان کی سرزمین میں بھی برملا ظاہر کرتے ہیں۔ اور اپنے ملک کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے تیار اور آمادہ ہیں۔

افسوس کہ بغض اور عداوت انسان کو اس حد تک اندھا کر دیتا ہے کہ وہ یہ بھی نہیں سوچ سکتا کہ اس کے کسی فعل کے نتائج کیا ہیں۔ یہ پاکستانی اخبارات جماعت احمدیہ کو نقصان نہیں پہونچا رہے بلکہ اپنے ملک پاکستان کا نقصان کر رہے ہیں۔ اور دنیا کی نظر میں اپنے ملک کا ایسا نقشہ کھینچ رہے ہیں۔ جو ہرگز نیک نامی کا موجب نہیں۔ ہندوستانی جو کچھ کہتے ہیں اس کے متعلق دنیا جانتی ہے کہ وہ ایک مخالف ملک کی آواز ہے۔ لیکن اگر ہمارے اپنے ملک کے اخبار اس آواز کو اپنا لیں تو اس کی حیثیت بالکل بدل جاتی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ہمارے اخباروں نے صرف اسپر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ جو ناروا سلوک ہمارے قافلہ کی واپسی پر حکومت ہند نے ہم سے کیا اس میں بھی یہی ناواجب جنبہ داری کارفرما نظر آتی ہے۔ اٹاری سے لاہور تک جو صرف چند میل کا فاصلہ ہے۔ ہم آٹھ گھنٹوں میں پہونچے۔ ہندوستان کے اخبارات نے کہا گویا ہم خلاف قواعد کوئی مال لا رہے تھے مجھے افسوس ہے کہ ہندوستانی اخبارات نے بھی اس بارہ میں غلط بات بیان کر کے اپنے ملک کی کوئی خدمت نہیں کی۔ کسٹم والوں نے جو اشیاء روک لی تھیں اگر ان کی تفصیل وار فہرست چھاپ دی جائے تو کوئی ایک چیز بھی ایسی نظر نہیں آئے گی جس کے متعلق یہ کہا جا سکے کہ وہ تجارت کے اغراض سے لائی گئی۔

اگر یہ امر مدنظر رکھا جائے کہ قادیان میں ساڑھے تین سو کے قریب احمدی رہتے ہیں اور یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ گذشتہ ساڑھے تین سال سے ان کے اہل و عیال پاکستان میں ہیں اور وہ اعلائے کلمۃ اللہ اور اپنے مقدس مقامات کی حفاظت اور خدمت کے لئے وہاں درویشانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان میں سے اگر کوئی فرد اپنی ماں یا بیوی یا بہن کے لئے کوئی سلا سلایا کپڑا یا چادر پہننے کے لئے دیتا ہے تو کیا اس کا یہ فعل کسٹم کو دھوکہ دینے کی نیت سے ہوگا یا کیا اس موقعہ کو تجارت کی اغراض کے لئے استعمال کرنے کے مترادف سمجھا جائے گا؟ افسوس صد افسوس!

اسی طرح جب دونوں مملکتوں میں فیصلہ ہو چکا ہے کہ تارکین وطن کی منقولہ جائداد کی نقل و حرکت پر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔ تو اگر میرا کوئی ساتھی کوئی سلا ہوا کپڑا یا مستعمل چیز قادیان سے ساتھ لے آیا تو کیا یہ قابل اعتراض خیال کیا جائے گا؟ اگر دنیا سے صداقت اٹھ نہیں گئی تو جو سلوک ہم سے روا رکھا گیا اس کے خلاف دونوں ملکوں کے جرائد میں احتجاج بلند ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن موجودہ صورت میں ایک ناگوار چکر چل رہا ہے جو ختم ہونے میں نہیں آتا۔ کیونکہ ایک ملک کا ردعمل دوسرے ملک پر ظاہر ہوتا ہے۔ آخر یہ کس طرح بند ہوگا؟

کاش ماتحت افسر دیانتداری کے ساتھ اپنی حکومتوں کے منشاء کو پورا کرنے والے ہوتے۔

تصحیح!

کل مورخہ ۱۶ جنوری کے الفضل صفحہ ۲ پر پہلے دو کالموں کے نیچے ”اعلان معافی“ کی دوسری سطر کے شروع میں غلطی سے ”بلا منظوری حضور ایدہ اللہ تعالیٰ“ لکھا گیا۔ اصل عبارت ”بعد منظوری حضور ایدہ اللہ تعالیٰ“ ہے۔ احباب تصحیح فرمالیں۔

درخواستہائے دعا

(۱) میرے بڑے بھائی مکرم عبد الشکور صاحب امسال میٹرک کا امتحان دے رہے ہیں احباب نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

عبد الرؤف راحت انبالوی لودھراں

(۲) خاکسار امسال میٹرک کا امتحان جنیوٹ ٹی آئی ہائی سکول کی طرف سے دے رہا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کامیاب فرمائے اور ہر حال میں میرا حامی و ناصر ہو۔

محمد احمد مبشر کلاس دہم ٹی آئی ہائی سکول چنیوٹ

54

روزنامہ ——— الفضل ——— لاہور
۱۷ جنوری ۱۹۵۱ء

خدائی بادشاہت کا طریق قیام جدا ہے۔

اللہ تعالےٰ کے فرستادگان اللہ تعالےٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم کرنے کے لئے آتے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالےٰ ہی ان کو اس کام پر مامور کرتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ ہی حالات کے مطابق وہ طریق کار بھی ان کے لئے وضع کرتا ہے۔ جس طریق کار کو اختیار کرکے وہ اللہ تعالےٰ کے اس کام کو اس حد تک آگے دھکیلتے ہیں۔ جس حد تک اللہ تعالےٰ کی مشیت میں ہوتا ہے۔

جو لوگ خدا کی بادشاہت کے معنے اپنی بادشاہت بنا لیتے ہیں۔ وہ اس کی حقیقت کو سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ اور چونکہ انہوں نے اپنی بادشاہت قائم کرنے کے کچھ دنیاوی نظریات گھڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ جو ان نظریات ہی کا عکس ہوتے ہیں۔ جو دنیاوی لیڈر یا بادشاہ اپنی یا کسی قوم کی سرفرازی کے نقطۂ نظر سے بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ جب دیکھتے ہیں کہ ایک فرستادۂ خدا ان کے طریقے نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کے طریقے اختیار کرتا ہے۔ جو یقیناً بعض اوقات انکے اپنے طریقوں سے مختلف ہی نہیں بلکہ متضاد ہوتے ہیں تو اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کی بادشاہت دنیاوی بادشاہوں کی بادشاہت میں بنیادی فرق یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی رعایا کی اطاعت دل اور روح کے ساتھ چاہتا ہے۔ لیکن ایک دنیاوی بادشاہ مادی طاقت کے زور سے صرف جسموں کی اطاعت پر ہی کفایت کرسکتا ہے۔ جو شخص ظاہری طور پر اس کے احکام کی تعمیل کرتا ہے۔ وہ اس کی دلی کیفیت سے تعرض نہیں کرتا۔ اس کی بادشاہت صرف جسموں تک ہوتی ہے کیونکہ وہ دلوں کی کیفیت کو جان ہی نہیں سکتا طوعاً یا کرہاً جو بھی اس کی اطاعت کرتا ہے۔ وہ اس کو قبول کرلیتا ہے۔ اس کی یہ اطاعت تقریباً اسی طرح کی ہوتی ہے۔ جس طرح مظاہر قدرت تکوینی قانون کی اطاعت طوعاً یا کرہاً بجالا رہے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے مظاہر قدرت کے متعلق ہی اپنی طوعاً یا کرہاً اطاعت کا ذکر کیا ہے۔ انسان کی دلی حالت کے متعلق نہیں کیا۔ انسان کے دل پر وہ صرف طوعی حکومت چاہتا ہے۔ اسی لئے اس نے تکوینی قانون کے علاوہ شرعی قانون نافذ فرمایا ہے۔ جو انسان کی اس بارے میں راہ نمائی کرتا ہے۔ اور وہ طریقے بتاتا ہے جس پر چلکر وہ اللہ تعالےٰ کی اطاعت اپنی خوشی سے کرنا سیکھتا ہے۔

اس کا ماحصل یہ ہے کہ دنیاوی بادشاہ اپنی بادشاہت اللہ تعالےٰ کے تکوینی قانون کے مطابق قائم کرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے فرستادہ اللہ تعالےٰ کی حکومت ان طریقوں سے قائم کرتے ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کے دوسرے قانون یعنی شرعی قانون میں خود اللہ تعالےٰ نے انسان کی راہ نمائی کے لئے اپنے بعض فرستادگان کے ذریعہ ارسال کئے ہوتے ہیں۔

ہر قانون کے دو حصے ہوتے ہیں ایک تو اصل قانون ہوتا ہے۔ جس میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی جزا سزا مقرر ہوتی ہے۔ دوسرا حصہ وہ ہوتا ہے جو اس اصل قانون کو نافذ کرنے کے طریقوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب اللہ تعالےٰ کا شرعی قانون تکوینی قانون سے الگ ہوتا ہے تو ضرور ہے کہ اس کے نافذ کرنے کے طریقے بھی تکوینی قانون کے طریقوں سے علیحدہ ہوں

جس قوم میں اللہ تعالےٰ کی شریعت واضح طور پر موجود ہوتی ہے اکثر اس قوم کے لوگوں کو ایک بڑی بھاری غلطی لگ جایا کرتی ہے۔ کہ وہ شریعت کو بھی اسی طرح نافذ کرنے کی کوشش کرنے لگتے ہیں۔ جس طرح تکوینی قانون کے مطابق دنیاوی بادشاہ اپنا خود ساختہ قانون نافذ کرتے ہیں۔ اسکو سمجھنے کے لئے قوم بنی اسرائیل کی تاریخ میں سے ہم ایک واضح ترین مثال لیتے ہیں۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام تورات کے قانون ہی کو آخری بار بنی اسرائیل میں نافذ کرنے کے لئے نازل ہوئے تھے۔ بنی اسرائیل ایک مدت سے رومی دنیاوی بادشاہی کے ماتحت چلے آئے تھے۔ ان کا یہ خیال ہو گیا تھا کہ جس طرح رومیوں نے ان پر آئین تکوینی کے مطابق بالجبر غلبہ حاصل کر رکھا ہے۔ جب ان کو نجات دلانے والا مسیحا اللہ تعالےٰ کے وعدہ کے مطابق آئیگا۔ تو وہ بھی تلوار کا جہاد کرکے مار مار کر رومیوں کو ارض مقدس سے نکال دے گا۔ اور اس طرح بنی اسرائیل اپنی گزشتہ دنیاوی شان وشوکت حاصل کرلیں گے۔ اور ارد گرد کی قوموں پر اپنی سطوت جمالیں گے۔ ان کے ذہن سے خدا کی بادشاہت اور دنیوی بادشاہت کا فرق اور ان کے نافذ کرنے کے جدا جدا طریق کار کا فرق محو ہو چکا تھا۔ اس لئے جب حضرت مسیح علیہ السلام نے یہ دعوےٰ کیا کہ میں بنی اسرائیل میں خدا کی بادشاہت قائم کرنے کے لئے آیا ہوں۔ تو انہوں نے یہی سمجھا کہ آپ دنیاوی بادشاہوں کی طرح بڑی بڑی نوجوں اور بڑے بڑے سامانِ جنگ کے ساتھ رومیوں سے لڑیں گے اور بنی اسرائیل کو دنیا پر غالب کردیں گے۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ لومڑیوں کے لئے تو بھٹ ہیں مگر ابن آدم کے لئے سر چھپانے کے لئے بھی جگہ نہیں۔ تو وہ آپ سے سخت بدگمان ہوگئے۔ اور بجائے اس کے کہ وہ آپکی ہدایات پر عمل کرتے۔ اور اس طریق کار کو اختیار کرتے جو آپ اللہ تعالےٰ سے خبر پاکر ان کے سامنے پیش کرتے تھے۔ الٹا آپ کا ٹھٹھا اڑانے لگے اور جب انہوں نے دیکھا کہ آپ کی تعلیم کے اثر سے ان کی موجودہ دنیاوی وجاہت بھی خطرہ میں پڑتی ہے تو وہ آپ کے مٹا دینے پر تل گئے۔ چونکہ ملک میں رومیوں کی حکومت تھی۔ اس لئے وہ خود تو آپ پر ہاتھ اٹھانے سے اس لئے ڈرتے تھے کہ کہیں قتل کے جرم میں سزا نہ پائیں۔ انہوں نے کوشش کی کہ خود حکومت سے ہی آپ کو قتل کروایا جائے۔ اس لئے ایک طرف تو ان کے مولوی عوام کو یہ کہتے تھے کہ وہ (نعوذ باللہ) کفر بکتا ہے۔ شریعت کی ہتک کرتا ہے۔ تو دوسری طرف حکومت سے جا جاکر چغلی کھاتے تھے۔ کہ یہ حکومت کا باغی ہے رومیوں کو ہٹا کر خود بادشاہ بننا چاہتا ہے۔ وہ اپنی اس دودھاری تلوار کو چلانے کے لئے طرح طرح کی تجاویز کرتے تھے۔ چنانچہ انہی تجاویز میں سے ایک تجویز وہ تھی۔ جس کا ذکر اناجیل میں آیا ہے کہ یہودی مولویوں نے عوام کے سامنے جب آپ وعظ فرما رہے تھے یہ سوال پوچھا کہ خراج کس کو دینا چاہیئے قیصر کو یا خدا کو تو آپ نے ان کی شرارت کو سمجھ کر جواب دیا کہ

"جو قیصر کا ہے قیصر کو اور جو خدا کا ہے خدا کو ادا کرو"

اگرچہ مودودی صاحب کہتے ہیں کہ یہ جواب انہوں نے ذومعنے دیا تھا چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

انہوں نے یہ لطیف بات کہہ دی کہ قیصر کا نام اور اس کی صورت تو قیصر ہی کو لوٹا دو سونا جو خدا نے پیدا کیا ہے وہ خدا کی راہ میں صرف کرو۔

یہ عجیب وغریب تاویل اسی وجہ سے مودودی صاحب کو سوجھی ہے کہ آپ بھی خدا کی بادشاہت کے معنے دنیاوی بادشاہوں کی بادشاہت کی طرح سمجھتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ خدا کی بادشاہت بھی انہی طریقوں سے قائم ہوتی ہے۔ جن طریقوں سے دنیاوی حکومتیں قائم ہوتی ہیں۔ ورنہ مطلب صاف ہے کہ خدا تو تمہارے دلوں پر حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تمہارے دلوں پر اس کی حکومت قائم ہو جائے گی۔ جسمانی حکومت کی زنجیریں خود بخود ٹوٹ جائیں گی۔ جب تمہارے دل اللہ کی تخت گاہ بن جائینگے۔ تو قیصر اپنی شان وشوکت سمیت تمہارے قدموں پر آ پڑے گا۔ تم قیصر کی موجودہ حکومت کی کچھ پروا نہ کرو۔ ملک میں فتنہ نہ پھیلاؤ قیصر کا سکہ قیصر کو دو۔

حضرت مسیح علیہ السلام نے یہ کیوں کہا۔ دوسرے لفظوں میں اللہ تعالےٰ نے یہ طریق کار کیوں اختیار کیا۔ اگرچہ پوری حقیقت اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے۔ مگر ہم بھی عقلاً اسکی کچھ وجوہات سمجھ سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ یہودی مولوی پرلے درجہ کے ظاہر پرست خود غرض اور ظالم تھے۔ اگر ایک بیرونی طاقت کو ان پر اس طرح مسلط نہ رکھا جاتا۔ تو وہ ضرور ایک دوسرے کو پھاڑ کر کھا جاتے۔ پھر یہ ان کے گناہوں کی سزا تھی۔ کہ وہ اپنی ذلت کو محسوس کرکے خدا کی طرف رجوع کریں اور وہ انعامات پھر پائیں۔ جو ان کو پہلے دیئے گئے تھے۔

جناب محمد حنیف صاحب ندوی تو یہی کہیں گے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نعوذ باللہ خدا کے پیغمبر ہی نہ تھے۔ کیونکہ انہوں نے رومی باطل حکومت کی تائید کی۔ کہ جو قیصر کا ہے قیصر کو دو۔ لیکن چونکہ اسلام کی تعلیم کو غلط سمجھا ہوا ہے۔ اور جو خدا تعالےٰ کی بادشاہت قائم کرنے کا طریق کار مودودی صاحب اور ندوی صاحب نے اپنے دماغوں میں سوچ رکھا ہے۔ وہ اللہ تعالےٰ کے طریق کار سے بالکل الگ ہے۔ اس لئے مودودی صاحب کو ضرورت ہوئی۔ کہ وہ ان سیدھے سادھے لفظوں میں اپنے خودساختہ معنے بھریں۔ اور "جو خدا کا ہے" اس کے معنے سونا سمجھیں جو خدا نے پیدا کیا ہے۔ نہ کہ انسان کا دل اور روح سچ ہے۔ بلی کو خواب میں بھی چھچھڑے ہی نظر آتے ہیں ؛

معلوم نہیں اللہ تعالےٰ کو نجے جیسی اپنی بظاہر بے کار چیز کی کیا ضرورت تھی۔ ہیکل پر یہ یہودی مولوی ہزاروں لاکھوں روپے کا سونا چڑھاتے تھے۔ مگر ان کے ان قیمتی چڑھاووں کے مقابلہ میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی نظر میں اس بڑھیا کا چڑھاوا زیادہ قیمتی تھا جس نے صرف ایک دھیلہ چڑھاوا چڑھایا تھا اسلئے کہ اس کے دل کی کیفیت بہتر تھی۔

(باقی دیکھیے ۵ کالم ۲ پر)

اسلام سربلند ہوتا ہے

مسلمانوں کے عروج و زوال اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے متعلق فرمودۂ رسولؐ

سلسلہ کے لئے دیکھئے ← الفضل ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۵۱ء

۶

از مکرم شیخ عبد القادر صاحب لائلپوری

"میرا مذہب بہرحال سچا ہے۔ غلبہ کے ایام میں بھی وہ سچا ہے اور تنزل کے ایام میں بھی وہ سچا ہے۔ کیونکہ اس تنزل کی وہ پہلے سے خبر دے چکا تھا۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں نے اس نکتہ کو نہ سمجھا اور وہ مایوسی کا شکار ہو گئے ...... پھر اس کے ساتھ ہی اسلام صرف تنزل کی خبر پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ اس نے یہ خبر بھی دی ہوئی ہے کہ اس زمانۂ تنزل کے بعد اسلام پھر اپنے کمال کو پہنچے گا۔ پھر کفر اپنے منہ کے بل گرے گا۔ اور پھر ساری دنیا پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کا غلبہ ہوگا۔ پس یہ تنزل اپنے اندر ایک ترقی کی بشارت رکھتا ہے اور یہ تاریکی ایک سورج کے نمودار ہونے کی خبر دے رہی ہے اور جب حالت یہ ہے تو مسلمان کیوں مایوس ہیں اور کیوں وہ خدائی وعدوں کے مطابق غور نہیں کرتے کہ وہ آسمانی روشنی کہاں ظاہر ہوئی اور اس ظلمت کے پردے چاک کرنے والا سورج کس جگہ طلوع ہوا ہے۔"

(حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ از تفسیر کبیر جلد ششم جزو چہارم ص۱۹۷)

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں اسلام کے عروج و اقبال اور پھر اسلام کے دورِ غربت کے متعلق آپ کی نظر سے گذر چکی ہیں۔ اب اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے متعلق مخبر صادق کی بشارات پیش کی جاتی ہیں۔ لیکن اس سے پیشتر یہ امر واضح کرنا ضروری ہے کہ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ ان پیشگوئیوں کی رُو سے "الامام المھدی" سے وابستہ ہے۔ پس جب تک آپ تلاش نہیں کرتے کہ آسمانی روشنی کہاں ظاہر ہوئی اور اس ظلمت کے پردے چاک کرنے والا سورج کس جگہ طلوع ہوا۔ اس وقت تک آپ غلبۂ اسلام کے متعلق نورِ یقین سے اپنے دل کو روشن نہیں کر سکتے۔

"خلافت علیٰ منہاج النبوۃ" کے ذریعہ غلبۂ اسلام

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک مفصل حدیث اس سلسلہ میں پہلے مضمون میں درج ہو چکی ہے۔ جس کے اخیر حصّہ میں ہے کہ آخرکار

پھر وہی خلافت منہاجِ نبوت پر جاری ہو گی جو لوگوں کے درمیان نبی کی سنت کے مطابق عمل کریگی اور اسلام زمین میں پاؤں جما لے گا۔ یہاں تک کہ اس سے آسمان والے بھی راضی ہوں گے اور زمین والے بھی۔ آسمان دل کھول کر اپنی برکتوں کی بارش برسائے گا۔ اور زمین اپنی نبات و برکات کو ظاہر کر دے گی۔ (بحوالہ موافقات شاطبی)

اس حدیث کی دوسری روایات سے ظاہر ہے کہ یہ زمانہ امام مہدی علیہ السلام کا ہے۔ (ملاحظہ ہو مشکوٰۃ جلد چہارم باب اشراط الساعۃ حدیث ۹۲ ترجمہ)

(از میرزا حیرت دہلوی)

اکنافِ عالم میں تبلیغِ اسلام

آج حضرت مہدی علیہ السلام کی ایک جماعت ہے جو اکنافِ عالم میں تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دے رہی ہے اور سعید روحیں کشاں کشاں چشمۂ اسلام پر اپنی پیاس بجھانے کے لئے جمع ہو رہی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ کی بشارت بایں الفاظ دی ہے۔

اسلام پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جبکہ زمین کے چپّہ چپّہ پر کلمۂ اسلام کی منادی ہو گی اور کوئی گھر ایسا نہ ہوگا جو اسلام کی صدا سے غافل رہا ہو۔ (مشکوٰۃ بحوالہ مسند احمدؒ)

ادیانِ عالم پر اسلام کا غلبہ

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام سب ادیان پر غالب آجائے گا۔ پھر فرمایا۔ عسےٰ اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

قریب ہے کہ تیرا پروردگار تجھے ایسے مقام پر کھڑا کرے گا۔ جس کی وجہ سے دنیا کی تمام قومیں تیری تعریف کے گیت گائیں گی۔

یہ دورِ مسیح موعود اور مہدی مسعود کے ذریعہ آنا مقدر تھا۔ چنانچہ

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ اس آیت لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ میں اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ وہ مذہب اسلام کو تمام مذاہب پر غالب کر دے گا اور اس کی تکمیل حضرت عیسےٰ کی بعثت کے وقت ہو گی اور مجددؒ نے کہا کہ یہ تکمیل مہدی کے وقت میں ہو گی۔ (تفسیر کبیر جلد ۲ ص۴۳۸)

مشرقی و مغربی قومیں اسلام کی آغوش میں

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

میرے رب نے میرے لئے ساری روئے زمین کو سمیٹ دیا (یعنی اس کا نقشہ میرے سامنے رکھ دیا) سو مجھے اس کے مشرقی اور مغربی ممالک دکھا دیئے گئے اور میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جس کا مجھے نقشہ دکھایا گیا۔ اور مجھے دو خزانے دیئے گئے ایک سُرخ اور ایک سفید۔ (رواہ مسلم بحوالہ مشکوٰۃ باب فضائل النبیؐ)

یہ بشارت اجمالی رنگ میں اسلام کی بعثتِ اولےٰ میں پوری ہو چکی ہے جب مشرق میں سندھ سے لے کر مغرب میں سپین تک اسلام کا ڈنکا بجنے لگا۔ لیکن اسکا تکمیلی اور تفصیلی ظہور اسلام کی بعثت ثانیہ میں مقدر ہے۔ امت کی حکومت سے دونوں قسم کی حکومت مراد ہے جسمانی بھی اور روحانی بھی۔ یعنی مشرقی ممالک میں اسلام پھیلے گا اور مغربی ممالک میں بھی۔

آگے فرمایا مجھے خاص طور پر دو خزانے دیئے گئے ہیں ایک سرخ اور ایک سفید۔ یعنے سرخ رنگ کی قومیں اور سفید رنگ کی قومیں اسلام میں داخل ہوں گی۔ اس بات کا مزید ثبوت کہ یہ پیشگوئی موجودہ زمانہ سے تعلق رکھتی ہے یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہٗ سرخ و سفید خزانوں کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ:۔

"اس جگہ خزانوں سے خدا کے خزانے مراد ہیں نہ کہ سونے چاندی کے اور اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا کو پہچانا ہے جیسا کہ اس کی معرفت کا حق ہے اور یہ لوگ مہدی کے انصار ہوں گے۔" (حجج الکرامہ ص۳۹۶)

یعنی مہدی کی تبلیغ کے ذریعہ ایسے سرخ و سفید رنگ کی قومیں دی جائیں گی۔ جو کہ اس کے لئے انصار بن جائیں گی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی بتایا گیا کہ یورپ و امریکہ کی (سفید اور سرخ) قومیں اسلام میں داخل ہوں گی اور ان کے داخلہ کے بعد اسلام کو وہ نصرت ہو گی کہ سب دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔

مغرب سے آفتابِ اسلام کا طلوع

چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث اس سلسلہ میں بالکل واضح ہے۔ فرمایا

"جب تک مغرب کی طرف سے آفتاب (اسلام) کا طلوع نہیں ہوگا۔ قیامت نہیں آئے گی۔ ہاں جب مغربی افق سے شمس (اسلام) طلوع کرے گا تو (اشاعت اسلام میں رکاوٹوں کے اُٹھ جانے کے باعث) تمام قومیں ایمان لے آئیں گی۔" (بخاری کتاب الفتن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:۔

"اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے کہ مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنے رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمتِ کفر و ضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منوّر کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصّہ ملے گا۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۱۵ طبع اوّل)

اسی طرح انگریزوں کے متعلق فرمایا کہ:۔

"یہ لوگ اسلام کے انڈے ہیں اور عنقریب ان میں سے اس ملت کے بچے پیدا ہوں گے اور ان کے گروہ دین الہٰی کی طرف پھیرے جائیں گے۔" (نور الحق حصہ اوّل ص۴۴)

امتِ محمدیہ کا اوّل و آخر

اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا دَور وہ آخری عہد سعادت ہے کہ جس کے متعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔ "میری امّت کی مثال بارش سے ہے نہ معلوم اس کا پہلا حصہ زیادہ بہتر ہوگا یا آخری حصّہ۔" (رواہ ترمذی)

یعنی اس امت کی ابتدا اور انتہا دونوں کی برکتوں اور کامرانیوں کا یہ حال ہے کہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا اوّل زیادہ شاندار ہے یا آخر۔

اسی طرح فرمایا کہ:۔

"وہ امت کس طرح ہلاک ہو سکتی ہے جس کے اوّل میں خود ہوں ...... اور آخر میں مسیح موعود۔"

(مشکوٰۃ باب ثواب ہٰذہ الامۃ)

ہزار سالہ موت کے بعد احیاء

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْہِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗٓ اَلْفَ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ...... الخ (سجدہ)

اللہ تعالےٰ امر (اسلام کے نفاذ) کی تدبیر آسمان سے زمین کی طرف کرتا ہے۔ پھر وہ اس کی طرف چڑھ جائے گا ایک دن میں جس کا اندازہ تمہاری گنتی کے مطابق ایک ہزار سال ہے۔ یہ پوشیدہ اور حاضر کو جاننے والے (خدا) کی طرف سے (ایک پیشگوئی) ہے جو غالب رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت میں اسلام پر آنے والے تین مراحل کا ذکر ہے۔ پہلا مرحلہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ امرِ اسلام کا زمین پر نفاذ کرتا ہے۔ یہ نفاذ حدیث کے مطابق خیر القرون یعنی تین صدیوں تک رہیگا۔

دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ امرِ اسلام کی اس تدبیر کے بعد ایمان اور اسلام آسمان پر اٹھ جائے گا۔ لیکن ساتھ ہی قید لگا دی کہ یہ حالت ایک ہزار سال تک رہے گی۔ جس کا صاف یہ مطلب ہے کہ اب

(باقی صفحہ ۸ پر کالم اوّل)

سرزمین ربوہ کا تاریخی پسِ منظر

(از مکرم ممتاز صحرائی صاحب لنگر مخدوم)

(۳)

یہ واقعہ سلطان محمود کی وفات سے دس سال بعد کا ہے۔ ان ایام میں پنجاب کے اکثر مقامات پر اسلامی آبادی کثرت سے پیدا ہو رہی تھی۔ اور جہاں مسلمانوں کی آبادی اقلیت میں تھی۔ وہاں بھی ہندو سلطنت کے اقتدار کے ختم ہو جانے اور اسلامی حشمت کے بروئے کار آ جانے کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں احساس کمتری موجود نہ ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ مذکورہ بالا شہر رہن وال میں جو خالص ہندو آبادی سے بھرپور تھا۔ مسلمانوں کے چند خاندانوں نے آکر ڈیرہ ڈال دیا۔ ان میں سے ایک خاندان کے ایک مقتدر بزرگ کا نام "سریدا" تھا۔ اس کے چار نوجوان اور بہادر بیٹے تھے

اوّل = جسرت، جس کے ایک بیٹے رہان کے نام پر اس کی اولاد کی قومیت ہی رہان پا گئی۔ اور اس علاقہ کی کثیر بستیوں کالووال، چھینی۔ علی پور علاء الدین وال۔ قائم پور۔ لنگر مخدوم۔ رتہ پور برجی۔ حالے والا کے مواضعات میں پھیلی پڑی ہے۔

دوم = بھبیکھ، جس کی اولاد بعد میں بھبیکھ ہی کہلانے لگی۔ اور اس قوم کے افراد رہن وال کے پڑوس کی بستیوں۔ بھبیکھ۔ لالو والی وغیرہ میں آباد ہیں۔

سوم۔ ننھڑ، ننھڑ کی اولاد کی قومیت بھی اپنے اسی بزرگ اعلےٰ کے نام پر ننھڑ مشہور ہو گئی یہ لوگ بھی اپنے قدیم مسکن رہن وال کے اردگرد حاجی محمدؐ والا۔ اور خاص رہن وال میں آباد ہیں۔

چہارم = بھرو۔ اس شخص کی اولاد بھروانے کہلاتی ہے اور دور و نزدیک کی کئی بستیوں میں پھیلی ہوئی ہے۔

اس خاندان نے یہاں اس قدر اقتدار حاصل کر لیا کہ نواحی علاقہ پر بھی اسکو ایک گونا حاکمانہ حیثیت حاصل ہو گئی اور یہاں سے اٹھ کر اردگرد کے بہت سے علاقہ پر تصرف حاصل کر لیا۔

چنانچہ اس خاندان کے ایک نوجوان مسمّی "نسو" نے اپنے سگے بھائی کو قتل کر دیا۔ اور رہن وال کو چھوڑ کر کچھ دور مغرب کی طرف الگ اور شہر "نسو وال" آباد کر لیا۔ اس شخص کی اولاد "نسو آنہ" کہلاتی ہے اور ربوہ کے شمال میں چند میل کے فاصلے پر اس کی چودہ عظیم بستیاں۔ کانڈیوال۔ پکا بھبڑانہ بالیا نوالہ۔ ڈنگہ۔ جودھ۔ برالی۔ احمد وال وغیرہ آباد ہیں اور یہ قوم اس علاقہ کی تمام اقوام سے زیادہ بہادر خیال کی جاتی ہے۔ اور اس کے کئی افراد احمدی ہو چکے ہیں۔

اب ظاہر ہے کہ رہن وال جو دریائے چناب کے مغربی کنارے پر واقع ہے سلطان محمود کی وفات کے صرف دس سال بعد ایک ایسا شہر ثابت ہوتا ہے جسے ہندوؤں نے آباد کیا تھا۔ اور بعد میں نئے مسلمانوں کی آمد پر مسلمانوں کے قبضے میں آیا۔ یہ بھی دریائے چناب کی پرانی گزرگاہ کے درمیان پڑتا ہے۔ جس کے متعلق تفصیل کے ساتھ ہم عرض کر چکے ہیں کہ اس کے بدلنے سے شہر انھیری غیر آباد ہوا تھا۔ اس لئے مجبوراً ہم کو محمود غزنوی کے حملوں کے وقت سے پہلے اور ہندو پیریڈ کے کسی حصہ میں دریائے چناب کا گزرگاہ تبدیل کر کے شہر انھیری کو گھیر لینا ماننا پڑتا ہے۔ اور ہندوؤں کے عہد حکومت کے کسی حصہ میں اس کا آباد ہونا تسلیم کیا جا سکتا ہے۔

بدقسمتی سے ہمارے پاس ہندوؤں کے عہد حکومت کے کسی حصے کے بھی صحیح حالات معلوم کرنے کے لئے واضح قسم کے ماخذ نہیں ہیں۔ اسلئے زیادہ تر آثار و قرائن اور روایات پر بھروسہ کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ مثلاً بعض کتب تواریخ میں "کرانہ پہاڑ" کے پاس جو ربوہ سے جانب غرب میں پچیس میل کی دوری پر واقع ہے۔ ایک ہندو راجے "کلک" کا پایۂ تخت ہونے کا ذکر آتا ہے۔

اتنی بات تو معلوم ہوتی ہے کہ راجہ کلک وہی رئیس تھا۔ جس نے زمان علی کھوکھر کی تبلیغ پر اسلام قبول کر لیا۔ اور اپنی بیٹی بھرت کو ان کے ساتھ بیاہ دیا۔ جس کا اسلامی نام بی بی زیب شیخانی رکھا گیا جو اولاد اس رانی کے لبطن سے پیدا ہوئی۔ وہ اصل قطب شاہی علوی کہلاتی ہے۔ لیکن ٹھیک ٹھیک یہ نہیں معلوم ہو سکا۔ کہ راجہ کلک کا پایۂ تخت کہاں واقع تھا اور اس کا نام کیا تھا۔ کرانہ کے نواح میں پچیس تیس میل کی دوری پر میں نے قدیم شہروں کے بڑے بڑے بھڑ دیکھے ہیں۔ جن کے آثار قدیمہ سے ان کی عظمت کا اندازہ لگا کر گمان ہوتا ہے کہ ضرور یہاں کسی بادشاہ کا دارالخلافہ تھا۔ ان میں مانگس۔ کانڈیوال۔ جلے وال۔ راجے والا۔ پیر بگھر۔ چک نمبر ۳۱ جنوبی (سرگودھا) اور ڈنگلا کے کھنڈرات ان سب سے زیادہ غور طلب ہیں۔ مثلاً کانڈیوال جو ربوہ سے جانب شمال گیارہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں کے کھنڈرات سے کچھ عرصہ ہوا ایک عظیم الشان کنواں برآمد ہوا تھا۔ جو اب آباد کر دیا گیا ہے۔ وہ تیار کرانے والوں کی شاہانہ حشمت پر دلالت کرتا ہے۔ چک نمبر ۳۱ جنوبی والا بھڑ کانڈیوال سے مزید چار پانچ میل شمال کی طرف پڑتا ہے یہاں ایک دفعہ ایک عورت کو اسکے ایک ٹیلے سے سونے کی اینٹ حاصل ہوئی تھی۔ لیکن بعد میں کوشش پر بھی کسی کو کچھ نہ ملا اسی طرح ڈنگلا کی عظمت اسکے وسیع آثار سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہ بھڑ کرانہ پہاڑ سے سیدھا شمال کی طرف بیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

اگرچہ ان کھنڈرات کے ساتھ بہت سی دلچسپ روایات وابستہ ہیں۔ لیکن ان کو صحیح تسلیم کرنے کے لئے کافی وجوہ موجود نہیں ہیں۔ اسلئے ان کو قابل غور نہیں سمجھا جا سکتا۔ اور خواہ مخواہ ان میں سے کسی ایک کو راجہ کلک کی نگری قرار نہیں دیا جا سکتا یہ مجبوری ہمیں اسلئے پیش آتی ہے۔ کہ ہندوؤں کے متعلق مفصل تاریخی لٹریچر موجود نہیں ہے۔ جو ہمیں ان کے متعلق ماضی کے واقعات سے تسلی بخش طور پر روشناس کرے۔ برخلاف اسکے ہند میں اسلامی حکومت کے قیام کے ساتھ اس تکلیف کا ازالہ ہو گیا ہے۔ یہی تکلیف ہمیں سرزمین ربوہ والے کھنڈرات کے متعلق آسانی کے ساتھ کوئی فیصلہ کرنے کے سلسلہ میں پیش آتی ہے۔ چنانچہ میں نے جن کتب تواریخ کا مطالعہ کیا ہے۔ ان میں کہیں بھی کسی ایسے شہر کا ذکر نہیں آیا۔ جو دریائے چناب کے کسی کنارے پر پہاڑیوں کے نزدیک پایا جاتا ہو۔ البتہ چنیوٹ کے متعلق جو ربوہ سے تین چار میل کے فاصلہ پر دریا کے دوسری جانب واقع ہے۔ بعض نئی اور پرانی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہر اسلامی حکومت کی ابتدا سے بہت عرصہ پہلے کا ہے۔ اور اسے ایک ہندو رانی چندن وتی نے آباد کیا تھا۔

اب چنیوٹ کے متعلق یہ حقیقت تسلیم کر لینے کے بعد کہ یہ ہندوؤں کے عہد حکومت کا ایک قدیم شہر ہے۔ یہ بات بھی غور طلب بن جاتی ہے کہ اس زمانے کی قوموں کو چنیوٹ سے اتنے قلیل فاصلے پر ایک دوسرا شہر آباد کرنے کی کیا ضرورت درپیش ہو گئی؟ جب کہ دریائے چناب اس دوسرے شہر انھیری سے مغرب کی طرف بہتا تھا۔ اور ان دونوں شہروں کی آبادی کی حدود ایک دوسرے کے بالکل قریب پڑتی تھیں؟

اس کا سیدھا سادھا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ شہر انھیری چنیوٹ کی سول آبادی سے الگ تھوڑے فاصلے پر اور دریا کے مشرقی کنارے پر چھاؤنی کے طور پر آباد ہوگا۔ کیونکہ ڈیفنس کی غرض سے اس مقام کا محل وقوع چھاؤنی کے لئے بہت موزوں ہو سکتا تھا جسے ہر حالت میں سول آبادی سے الگ ہی ہونا تھا۔ جیسا کہ اب بھی ہوتا ہے اور اس مقام کا نام چنیوٹ سے الگ ہونا کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ کیونکہ اس قسم کی پرانی مثالیں بھی ملتی ہیں۔ اور نئی بھی موجود ہیں کہ بعض وجوہات کی بناء پر ایک ہی شہر کے دو نام الگ الگ مشہور ہو گئے۔ جیسے کلکتہ اور ہوڑہ یا لاہور اور شاہدرہ اسی طرح کسی شہر کے متصل چھاؤنی کا نام بھی الگ ہو سکتا ہے۔ جیسا اب لاہور اور میاں میر کی مثال موجود ہے۔ اسی طرح چنیوٹ کے نزدیک ایک الگ آبادی کا علیحدہ نام رکھا جانا بھی ممکن ہو سکتا ہے۔

بہرکیف یہ بات واقعات سے ظاہر ہے۔ کہ یہ کھنڈرات محمود غزنوی کے حملوں کی ابتدا سے بیشتر کے کسی شہر کے ہیں۔ جسے مغرب کی طرف سے دریا نے آکر خطرے میں ڈال دیا۔ اور اسکے بہاؤ کے دوسرے دھاوے نے پہاڑیوں سے مشرق کی طرف سے بڑھ کر اس شہر کو گھیر لیا جس سے اس شہر کا موجود رہنا یا اس کے رہنے والوں کا محفوظ رہنا ناممکن ہو گیا۔ اور وہ لوگ اس جزیرہ سے نکل گئے اور شہر نے کھنڈر کی صورت اختیار کر لی۔ اور بعد میں جب دریا سمٹ کر مغرب سے ہٹ گیا۔ اور اپنی موجودہ گزرگاہ اختیار کر لی۔ تو یہ مقام اگرچہ مغرب کی طرف سے دریا کی تباہ کاری سے محفوظ ہو گیا۔ لیکن پھر اسکی آبادی کا سوال پیدا نہ ہونے کی وجہ سے یہ کھنڈروں کی صورت میں موجود رہا۔

یہ بات قریب قریب ناممکن ہے کہ اسبات کا سراغ لگایا جائے۔ کہ کس راجہ کے عہد میں یہاں کوئی فوجی چھاؤنی قائم تھی یا کون لوگ آباد رہ چکے ہیں۔ یا کس زمانہ میں یہ مقام برباد ہوا۔ کیونکہ اس مقام کی آبادی کا تعلق صریح طور پر شہر چنیوٹ کے ساتھ دکھائی دیتا ہے۔ اور شہر چنیوٹ لاہور۔ ملتان۔ سیالکوٹ اور بھیرہ کی طرح بہت ہی قدیم وقتوں سے آباد چلا آتا ہے۔ حتّٰی کہ بعض لوگوں کے نزدیک یہ شہر کئی سو برس قبل مسیح بھی موجود تھا۔ اب شہر چنیوٹ کی اتنی بڑی قدامت کے ساتھ انھیری کی قدامت بھی لازماً تسلیم کرنا پڑتی ہے۔ (باقی)

درخواست دُعا

خاکسار کی بھتیجی بعارضہ تپدق بیمار ہے۔ حالت تشویشناک ہے۔ بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ بہتر صورت پیدا کرے اور صحت کاملہ عطا فرما دے۔

(خاکسار ایم غلام رسول کوئٹہ ٹیلرنگ ہاؤس ربوہ)

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو اطلاع کر دے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت نمبر ۱۲۸۲۳: میں صمد النساء بیگم بنت نواب مولوی سید محمد رضوی صاحب ساکن حیدر آباد دکن حال مقیم سولجر بازار کراچی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴ جون ۱۹۵۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت نہ کوئی آمد ہے۔ اور نہ کوئی غیر منقولہ جائداد ہے۔ البتہ منقولہ جائداد میں سے اس وقت میرے پاس چار سونے کی چوڑیاں وزنی قریباً آٹھ تولہ۔ گلے اور ہاتھوں کے بٹن قریباً ایک تولہ اور ایک چاندی کا برتن وزنی قریباً بارہ تولہ ان تمام چیزوں کی قیمت قریباً -/۹۰۰ روپیہ ہے۔ میں اس کے 1/9 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں یہ رقم ادا نہ کر سکی تو میری وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ کا یہ حق ہوگا کہ میرے بھائی سید عبد المومن رضوی سے یہ رقم وصول کرلیں۔ میرے مرنے پر اگر کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

الامۃ:۔ صمد النساء بیگم

گواہ شد:۔ سید عبد المومن برادر موصیہ

گواہ شد:۔ محمد نواز خان جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ کراچی

وصیت نمبر ۱۲۸۶۰: میں احمد بی بی زوجہ نذیر احمد صاحب عمر ۳۰ سال ساکن ناصر آباد اسٹیٹ ڈاک خانہ خاص ضلع تھرپارکر سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲ اگست ۱۹۵۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اس وقت حق مہر یکصد روپیہ بذمہ خاوند اور زیور چاندی قیمتی یکصد روپیہ ہے۔ اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتی ہوں۔ آئندہ جو جائداد پیدا کروں گی۔ اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔

الامۃ:۔ احمد بی بی زوجہ نذیر احمد ارائیں

گواہ شد:۔ نذیر احمد خاوند موصیہ

گواہ شد:۔ ماسٹر فضل الدین سیکرٹری مال ناصر آباد اسٹیٹ

وصیت نمبر ۱۲۸۶۷: میں محمودہ خلیل زوجہ ماسٹر محمد ابراہیم صاحب خلیل ساکن نصیرا ڈاک خانہ کھاریاں ضلع گجرات حال مقیم ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶ اگست ۱۹۵۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حق مہر مبلغ -/۵۰۰ روپیہ ہے۔ میں اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائیداد ثابت ہوئی۔ تو اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ مذکور ہوگی۔

الامۃ:۔ محمودہ خلیل بقلم خود

گواہ شد:۔ محمد اسمٰعیل خلیل

گواہ شد:۔ محمد ابراہیم خاوند موصیہ

وصیت نمبر ۱۲۸۷۷: میں امینہ بیگم زوجہ شیخ نذیر احمد صاحب عمر ۲۱ سال ساکن ربوہ ڈاک خانہ خاص ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ جنوری ۱۹۵۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ -/۵۰۰ روپیہ بذمہ خاوند اس کے علاوہ طلائی زیور چودہ تولہ ۹ ماشہ جس کی قیمت -/۱۶۷۵ روپیہ ہے مندرجہ بالا جائیداد کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اس کے بعد اگر کوئی اور جائداد میرے مرنے کے بعد ثابت ہو۔ تو انجمن مذکور کو حق حاصل ہوگا۔ کہ اس کے 1/10 حصہ میرے ورثاء سے وصول کرلیں۔ الامۃ:۔ امینہ بیگم زوجہ شیخ نذیر احمد صاحب

گواہ شد:۔ شیخ نذیر احمد خاوند موصیہ مذکور

گواہ شد:۔ سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔

وصیت نمبر ۱۲۸۸۴: میں محمودہ شوکت اہلیہ مولوی عبد الحق صاحب کارکن دفتر وصیت ربوہ ضلع جھنگ بعمر ۱۹ سال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰ ستمبر ۱۹۵۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرا مبلغ -/۵۰۰ روپیہ حق مہر بذمہ خاوند ہے۔ نیز ایک تولہ کے زیورات طلائی اور دس تولے نقرئی تو ڑے ہیں جن کی قیمت -/۱۱۰ روپیہ ہے۔ کل جائداد -/۶۱۰ روپیہ کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی جائیداد غیر منقولہ یا منقولہ پیدا کروں گی۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی میری وفات کے وقت اگر اس کے علاوہ کوئی اور جائیداد ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

الامۃ:۔ محمودہ شوکت اہلیہ مولوی عبد الحق صاحب کارکن دفتر وصیت ربوہ

گواہ شد:۔ عبد الحق خاوند موصیہ گواہ شد:۔ چوہدری منظور احمد متعلم جودر ربوہ ضلع جھنگ

وصیت نمبر ۱۲۸۸۶: میں محمد بی بی زوجہ چوہدری فضل احمد صاحب باجوہ بعمر قریباً ۵۰ سال ساکن چک ۶۵ ڈاک خانہ لنڈیانوالہ تحصیل جڑانوالہ ضلع لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱ اگست ۱۹۵۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے پاس اس وقت مبلغ -/۱۰۰۰ ہزار روپیہ نقد موجود ہے۔ اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اور میں اقرار کرتی ہوں کہ حصہ جائداد مبلغ یکصد روپیہ اپنی زندگی میں ہی ادا کر دوں گی انشاء اللہ اس کے علاوہ میری کوئی اور جائیداد نہیں ہے۔ حق مہر کی رقم اپنے خاوند سے وصول کر چکی ہوں۔ بوقت وفات اگر مندرجہ بالا جائیداد کے علاوہ کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

الامۃ:۔ محمد بی بی زوجہ چوہدری فضل احمد صاحب باجوہ

گواہ شد:۔ چوہدری فضل احمد خاوند موصیہ۔

گواہ شد:۔ غلام احمد فرزند موصیہ

کاتب الحروف:۔ فضل الدین احمد سنگوی پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ چک ۶۵ گ ب۔ ڈاکخانہ لنڈیانوالہ ضلع لائل پور

وصیت نمبر ۱۲۸۹۷: میں عبد الحمید خان غزنوی ولد نیک محمد خان صاحب غزنوی بعمر ۱۹ سال ساکن ربوہ ضلع جھنگ حال پاکستان ایئر فورس کالج رسالپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶ جولائی ۱۹۵۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد نہیں ہے۔ میں اس وقت رائل پاکستان ایئر فورس میں ملازم ہوں۔ اور مبلغ -/۴۰ روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ میں اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ میری وفات پر میری جس قدر بھی جائداد ثابت ہوگی۔ اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد:۔ عبد الحمید خان غزنوی ولد نیک محمد خان صاحب

گواہ شد:۔ نیک محمد خان غزنوی

گواہ شد:۔ محمد احمد مولوی فاضل ولد حضرت محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ

وصیت نمبر ۱۲۹۰۱: میں نور بیگم زوجہ چوہدری محمد علی صاحب بعمر ۴۵ سال ساکن نیویں لدھکے ڈاک خانہ خاص ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ نومبر ۱۹۵۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر -/۱۰۰۰ روپیہ جو خاوند سے وصول پا لیا ہوا ہے۔ زیور طلائی وزنی ۱۲ تولے قیمتی -/۱۳۰۰ روپے کل جائداد قیمتی -/۲۳۰۰ روپیہ کے 1/3 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنے کے وقت اس جائداد کا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی 1/3 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ مذکور ہوگی۔

الامۃ:۔ نور بیگم بقلم خود۔ گواہ شد:۔ چوہدری محمد علی خاوند موصیہ

گواہ شد:۔ سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد:۔ عبد الرزاق سیکرٹری

وصیت نمبر ۱۲۹۰۴: میں رحمت اللہ واثق ولد منشی کرم علی صاحب عمر ۲۷ سال ساکن قادیان حال آر۔ پی۔ اے۔ ایف ڈرگ روڈ کراچی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ نومبر ۱۹۵۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ صرف ماہوار آمد مبلغ -/۷۵ روپیہ ہے۔ اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی جائداد پیدا کروں۔ تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اگر میرے مرنے کے بعد کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن مذکور حقدار ہوگی۔ ایک مکان پختہ محلہ دار البرکات قادیان میں تھا۔ واپس ملنے پر اس کے بھی 1/10 حصہ کی وصیت ہے۔ العبد:۔ رحمت اللہ واثق قادیانی

PAK/19726 CP(VASIQRU) ESQ.
OSSH-T89/4/1 P.R.A.F.
DRIGH Road Karachi)

گواہ شد:۔ محمد امیر خان بقلم خود

وصیت نمبر ۱۲۶۶۱: میں بشیراں بیگم اہلیہ غلام قادر صاحب راجپوت ساکن چک ۲۵۷ ڈاک خانہ گگو ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم نومبر ۱۹۵۰ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حق مہر -/۳۰۰ جو میں نے اپنے خاوند سے وصول کر لیا ہوا ہے۔ زیورات کلنٹے طلائی ایک تولہ قیمتی -/۱۰۰ روپیہ انام طلائی ۶ ماشہ قیمتی -/۵۰ روپیہ۔ نتھ طلائی وزنی ۵ ماشہ قیمتی -/۴۰ روپیہ چھانٹاں نقرئی ۱۵ تولے قیمتی -/۲۳ روپے کل جائداد مبلغ -/۵۱۳ روپے کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے 1/10 حصہ کی مالک انجمن مذکور ہوگی۔

العبد:۔ بشیراں بیگم۔ نشان انگوٹھا۔

گواہ شد:۔ خورشید احمد انسپکٹر وصایا۔

گواہ شد:۔ غلام قادر خاوند موصیہ

وصیت نمبر ۱۲۶۶۶: میں رحیم بخش ولد محمد موسیٰ خان صاحب بلوچ سنگلہ گجیرہ والہ ڈاک خانہ سکندر آباد ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷ نومبر ۱۹۴۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ صرف ماہوار آمد مبلغ ۶۶ روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں گا۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے 1/10 حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی

العبد:۔ رحیم بخش ولد محمد موسیٰ

گواہ شد:۔ ملک گل محمد پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ہذا

گواہ شد:۔ خاکسار سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا

وصیت نمبر ۱۲۶۸۵: میں عنایت علی ولد شیخ نفیر محمد صاحب ساکن علی پور خاص ضلع مظفر گڑھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ 12/29 ۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ ایک بیل قیمتی -/۱۰۰ روپیہ ہے۔ اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی اور جائداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس جائداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میرا متروکہ ثابت ہو۔ اس کے 1/10 حصہ کی مالک انجمن مذکور ہوگی۔ اگر اپنی زندگی میں کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔

العبد:۔ عنایت علی۔

گواہ شد:۔ سید ولایت شاہ انسپکٹر وصایا

گواہ شد:۔ منظور احمد شاہ رخصتی وکیل المال

اعلان نکاح

مکرمی جمشید احمد صاحب ولد پھول محمد صاحب سکنہ انبیٹہ ضلع مظفر نگر کا نکاح بتول بیگم صاحبہ بنت مکرم حاجی بشیر احمد صاحب سکنہ بجو پورہ ضلع سہارنپور کے ساتھ مبلغ چار صد روپیہ مہر پر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب رئیس التبلیغ دہلی نے مورخہ ۹ر جنوری ۱۹۵۱ء کو مسجد احمدیہ انبیٹہ میں پڑھا۔ قارئین کرام دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے۔ جماعت احمدیہ انبیٹہ کی دینی و دنیاوی ترقی کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے

(خاکسار عبد اللطیف مبلغ جماعت احمدیہ انبیٹہ ڈاکخانہ گڑھی پختہ ضلع مظفر گڑھ۔ یو۔پی)

تصحیح:- ۲۲ر دسمبر ۱۹۵۰ء کے الفضل صفحہ ۷ میں "اعلان نکاح" کے مضمون میں نام کی غلطی ہو گئی ہے۔ لڑکے کا نام "محمد اسحاق" چھپ گیا ہے جو غلط ہے۔ صحیح نام عبد الصادق ہے۔ لہذا پورا نام اس طرح ہوگا۔ "میاں محمد عبد الصادق صاحب انکم ٹیکس انسپکٹر کراچی"

(خاکسار محمد یوسف برائے صوفی محمد رفیع صاحب ریٹائرڈ ڈی ایس پی۔ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سکھر)

نفع مند کام

نظارت بیت المال کے ذریعہ مختلف احباب کا کافی روپیہ تجارت پر لگا ہوا ہے۔ اور بفضل تعالیٰ اب تک کبھی نقصان کی صورت نہیں ہوئی۔ نہ صرف یہ کہ اصل زر محفوظ بلکہ مناسب نفع بھی ملتا رہا ہے۔

اس وقت دو لاکھ کے قریب اور روپیہ لگایا جا سکتا ہے۔ جو احباب اپنا روپیہ لگانا چاہیں۔ نظارت بیت المال کی مد قرضہ تجارتی دفتر محاسب میں جمع کروا دیں۔

(نظارت بیت المال)

جلسہ سالانہ

اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے کہ سنہ ۱۹۵۰ء کا جلسہ سالانہ بھی بخیر و خوبی گذر گیا۔ وہ احباب جنہوں نے اس جلسہ میں شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل سے اُنہیں بھی حصہ ملا۔ اُنہوں نے یہاں آکر دیکھ لیا۔ کہ خدا کے کام کبھی بند نہیں ہوتے۔ اس بے آب و گیاہ وادی میں تیس ہزار کے قریب احباب کا قیام و طعام ہوا۔ آنے والے شوق سے آئے۔ اور جاتے وقت حسرت لے گئے۔ کہ کاش اس ویرانے میں کچھ دن اور رہ لیتے۔

خدا کے کام کبھی نہیں رُکتے۔ اور کون ہے جو خدا کے کاموں کو روک سکے۔ لیکن مبارک ہیں وہ جو اللہ کے کاموں میں من۔ تن۔ دھن لگا دیتے ہیں۔

سلسلہ نے آپ پر دو ذمہ داریاں عائد کی ہیں۔ ۱؎ اوّل:۔ آپ خود اس جلسہ پر آئیں۔ اور زیادہ سے زیادہ اپنے عزیز و اقارب اور دوستوں کو لائیں دوم۔ تمام سال میں اپنی صرف ایکماہ کی آمد کا دسواں حصہ بطور چندہ برائے جلسہ سالانہ ادا فرمائیں۔ اگر اس مرتبہ آپ تشریف لائے تھے۔ تو اس کا بھی ثواب ملا اور ملے گا۔ اگر تشریف نہیں لا سکے۔ تو آئندہ سال ضرور آئیں۔ اور اگر اس گذشتہ جلسہ کا چندہ آپ نے ادا کر دیا ہے۔ تو اس کا بھی ثواب آپ کو ملے گا۔ لیکن اگر ابھی تک ادا نہیں کیا۔ تو ابھی بھی موقع ہے۔ اگر محصل آپ کے پاس نہیں آتا۔ تو آپ خود اپنے ذمہ رقم اسے پہنچا دیں۔ سستے سودے ہمیشہ نہیں ملتے۔

(نظارت بیت المال)

"اسلام پھر بلند ہوتا ہے"

(بقیہ صفحہ ۴)

تیسرا مرحلہ آئے گا جب تیرہ سو سال کے بعد آخرین منھم لما یلحقو بھم کی آیت کے ماتحت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ ہوگی اور حدیث کے مطابق نسلِ فارس کے ایک مامور کے ذریعہ ایمان و اسلام ثریا سے واپس زمین پر اتارا جائیگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

"حقیقت میں ہزار سالہ موت کے بعد جواب احیاء ہوا ہے اس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہیں ہے۔" (تذکرہ ص ۳۸۵)

اسلام زندہ باد (وھی کلمۃ العلیاء)

آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ربانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی ایک تحریر پر اس سلسلۂ مضامین کو ختم کیا جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"یہ ایک قطعی اور یقینی بات ہے کہ سورج ٹل سکتا ہے ستارے اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں۔ زمین اپنی حرکت سے رک سکتی ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی فتح میں اب کوئی شخص روک نہیں بن سکتا۔ قرآن کی حکومت دوبارہ قائم کی جائے گی۔ پھر دنیا اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے بتوں یا انسانوں کی پوجا کو چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کرنے لگے گی۔ اور باوجود اس کے کہ دنیا کی حالت اس قرآنی تعلیم کے قبول کرنے کے خلاف ہے اسلام کی حکومت پھر قائم کر دی جائے گی اس طرح کہ پھر اس کی جڑوں کا ہلانا انسان کے لئے ناممکن ہو جائے گا۔ اس شیطان کے برباد کردہ دنیا کے جنگل میں خدا نے پھر ایک بیج بویا ہے۔ میں ایک ہوشیار کرنے والے کی صورت میں دنیا کو ہوشیار کرتا ہوں کہ یہ بیج بڑھے گا، ترقی کرے گا۔ پھیلے گا اور پھلے گا۔ اور وہ روحیں جو بلند پروازی کا اشتیاق رکھتی ہیں۔ جن کے دلوں کے مخفی گوشوں میں خدا تعالےٰ کے ساتھ ملنے کی تڑپ ہے وہ ایک دن اپنی مادی خوابوں سے بیدار ہونگی اور بیتاب ہو کر اس درخت کی ٹہنیوں پر بیٹھنے کے لئے دوڑیں گی۔ تب اس دنیا کے فساد دور ہو جائیں گے۔ اس کی تکلیفیں مٹا دی جائیں گی۔ خدا تعالیٰ کی بادشاہت پھر اس دنیا میں قائم کر دی جائے گی اور پھر اللہ تعالےٰ کی محبت انسانوں کے لئے سب سے قیمتی متاع قرار پائے گی" (دیباچہ تفسیر القرآن انگریزی ص ۲۲۴)

اللھم صل علی محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم۔

حمید مجید

پاکستان کے پاس ایشیا کی بہترین فوج موجود ہے

لنڈن ۱۶ جنوری۔ پاکستان کی فوج اور جنرل ایوب خان کے سپہ سالار کا عہدہ سنبھالنے کے متعلق ایک مقالہ میں میجر جنرل ایف بے ٹوفنس ٹوٹہنم نے کہا کہ اکثر ریٹائرڈ شدہ برطانوی فوجی افسر جنہیں پاکستانی فوجوں کا ذاتی تجربہ ہے اس کی تائید کریں گے کہ تقسیم کے بعد پاکستان کو جو چار پانچ ڈویژن ملی ہیں۔ ان میں پاکستان کے پاس ایشیا کی بہترین فوج کا جوہر موجود ہے۔ سابق ہندوستانی فوج کے جزو کی حیثیت سے ایسے مختلف جنگی مورچوں مثلاً اطالیہ، شمالی افریقہ اور برما میں ان کے کارناموں کے ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ اگر ان کے پاس اچھا سامان اور اچھے افسر ہوں تو یہ دنیا کی ہر فوج کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

جنرل مذکور نے مزید کہا کہ پاکستان کی خارجہ حکمت عملی دور رس ہے۔ اور اقوام متحدہ سے قائد اعظم جناح کی وابستگی اور دولت مشترکہ کے نظریات کے عین مطابق ہے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ نئے کمانڈر انچیف کو برطانوی دفتر جنگ سے برابر امداد و تعاون ملتا رہے گا۔

میجر جنرل ٹوفنس ٹوٹہنم ساتویں ڈویژن راولپنڈی کی کمان کر رہے ہیں (اسٹار)

مصر نے پاکستان کا شکریہ ادا کیا

قاہرہ ۱۶ جنوری پاکستانی سفیر حاجی عبدالستار سیٹھ نے مصری وزیر خارجہ ڈاکٹر محمد صالح الدین بے سے ملاقات کے بعد کہا کہ وہ پاکستان کے عوام اور حکومت کو اس رویہ کے لئے مصر کے شکریہ کا پیغام پہنچا دیں جو انہوں نے برطانوی فوجوں کے انخلا اور وادی نیل کے اتحاد کے مصری مطالبوں کے متعلق اختیار کیا ہے۔ (اسٹار)

مہاجر ہندوستان واپس جا رہے ہیں

حیدر آباد (سندھ) ۱۶ جنوری معلوم ہوا ہے کہ یہاں سے آج ایک اسپیشل ٹرین روانہ ہوگی۔ جس میں ۹۹۹ مہاجروں کا پہلا دستہ ہندوستان واپس جائے گا ـــــ توقع ہے کہ ۳۱ جنوری کو ایک اور اسپیشل ٹرین واپس جانے والے مہاجرین کو لے کر ہندوستان جائے گی۔ (اسٹار)

حیدر آباد (سندھ) ۱۶ جنوری۔ یہاں جمعہ کو مسلم لیگ نیشنل گارڈ کے سابق سالاروں کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوگا ـــ اس اجلاس میں شہر میں اس ادارہ کو دوبارہ منظم کرنے کے مسئلہ پر غور کیا جائیگا (اسٹار)

پاکستان اور برطانیہ کے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہوا

کراچی ۱۶ جنوری مسٹر فضل الرحمن وزیر تجارت پاکستان نے ایک بیان میں اس خبر کی تردید کر دی ہے کہ پاکستان نے برطانیہ کے ساتھ تجارت کے سلسلہ میں کوئی خفیہ معاہدہ طے کیا ہے۔ واضح رہے کہ حال ہی میں بعض اخباروں میں شائع ہوا تھا کہ برطانیہ کے ساتھ پاکستان نے خفیہ تجارتی معاہدہ کیا ہے

مسٹر فضل الرحمن نے بتایا کہ پاکستان کبھی بھی کوئی خفیہ معاہدہ برطانیہ کے ساتھ تجارت کے سلسلہ میں نہیں کر سکتا جب برطانیہ اور پاکستان کے درمیان ۱۹۴۹ء کے تجارتی معاہدے میں رد و بدل کرنے کے بارے میں مذاکرات ہو رہے ہیں۔

پاکستان میں ستر لاکھ مہاجرین آباد کئے جا چکے ہیں

حیدر آباد (سندھ) ۱۶ جنوری سندھ کے گورنر شیخ دین محمد نے کہا کہ جو ......۸۰ مہاجر پاکستان آئے ہیں۔ ان میں سے ......۷۰ کو تسلی بخش طور پر ملک میں آباد کیا جا چکا ہے اور امید ظاہر کی جو باقی رہ گئے ہیں وہ اس سال آباد کر دیئے جائیں گے۔ وہ اس خیر مقدمی سپاسنامہ کا جواب دے رہے تھے۔ جو یہاں کی انجمن مہاجرین نے ان کو پیش کیا تھا۔

حکومت کی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ ہندوستان نے اب تک اس سرمایہ اور فنڈ کے کل رقوم کی ادائیگی نہیں کی ہے جو پاکستان کو متحدہ ہند کی حکومت سے لینا تھا۔ کشمیر کے مسئلہ کا اب تک کوئی تصفیہ نہیں ہو سکا ہے اور دفاعی اخراجات میں کمی کرنا ممکن نہیں ہے انہوں نے کہا کہ ان تمام دشواریوں کے باوجود مرکزی اور صوبائی حکومتوں کو غیر آباد شدہ مہاجروں کی دشواریوں کا پورا علم اور احساس ہے اور ان کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے وہ ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔

اس سے قبل انجمن کے سکرٹری نے سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ مہاجرین کا یہ مطالبہ ہے کہ حیدر آباد کی توسیع کے لئے فوری اقدام کئے جائیں۔ غریب مہاجروں میں کپڑوں کی تقسیم کا انتظام کیا جائے اور طبی اور تعلیمی سہولتیں بہم پہنچائی جائیں ـــ حیدر آباد کے کلکٹر نے اعلان کیا کہ جلد ہی غریب مہاجروں میں گرم کپڑے تقسیم کئے جائیں گے۔ (اسٹار)

...وقت مسیح موعود علیہ السلام نے ان لوگوں کو جنہوں نے آپ کو دو دھاری تلوار سے ہلاک کرنا چاہا۔ وہی جواب دیا جو مسیح علیہ السلام نے آج سے دو ہزار سال پہلے فلسطین کی سرزمین میں دیا تھا کہ

"جو قیصر کا ہے قیصر کو دو اور جو خدا کا ہے خدا کو ادا کرو"

بقیہ صفحہ (۳) لیڈر

(بقیہ صفحہ ۳)

اب ذرا ہندوستان کی تاریخ کا وہ زمانہ سامنے لائے۔ مغلیہ حکومت پارہ پارہ ہو چکی ہے طوائف الملوکی کا دور دورہ ہے۔ پنجاب پر سکھا شاہی قائم ہے۔ نہ کوئی قانون ہے نہ آئین۔ ہر حاکم خود مختار ہے۔ خدا کے گھر طویلے بنے ہوئے ہیں۔ اذان تک نہیں دی جا سکتی۔ مسلمانوں کا ناموس دننگ بے رحموں کے رحم پر ہے۔ حتیٰ کہ ایک اللہ کے بندے کا دل اسلام کے اس حال کو دیکھ کر تڑپ اٹھتا ہے۔ حضرت سید احمد بریلوی ایک جماعت اکٹھی کر کے سینکڑوں میلوں کا چکر کاٹ کر سکھوں کے ساتھ جہاد کے لئے پشاور کے علاقہ میں پہنچتے ہیں۔ مگر مشیت ایزدی یہی تھی آپ بظاہر ناکام ہوئے ہیں۔ سکھ اور بھی اودھم مچانے لگتے ہیں۔ آخر اللہ تعالےٰ انہیں انگریزوں کے ہاتھ سے شکست دیتا ہے انگریز یہاں نظم و نسق قائم کرتا ہے مسلمانوں کو اپنے مذہبی فرائض کی ادائیگی میں آزادی نصیب ہوتی ہے۔

حضرت سید احمد بریلوی دنیاوی لحاظ سے کیوں ناکام ہوئے اور انگریز کیوں کامیاب ہوا۔ اس کی وجہ وہی ہے جو وجہ انگریز کی تمام ہندوستان پر کامیاب ہونے کی ہے۔ انگریز یہاں بطور سوداگر کے وارد ہوا تھا۔ شروع میں ملکی فتح اسکے پروگرام میں نہ تھی۔ مگر ہندوستان کی طوائف الملوکی نے اس کو ایک سنہری موقع دیا۔ یہاں بھائی بھائی کو پھاڑ کر کھا رہا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے ایک بیرونی طاقت کو ان پر مسلط کر دیا۔ تاکہ وہ خانہ جنگی سے اپنے آپ کو بالکل ہلاک نہ کرلیں۔ کچھ یہ ان کے گناہوں کی سزا بھی تھی۔ رومیوں کے وقت جو فلسطین کے یہودیوں کی حالت تھی۔ ہندوستان میں اس سے بدتر حالت مسلمانوں، سکھوں اور ہندوؤں کی تھی۔ بنی اسرائیل تو پھر ایک قوم تھے۔ یہاں تو مختلف قوموں کا ایک طوفان تھا۔ ہزاروں بولیاں سینکڑوں مذہب اور لاکھوں ذاتیں۔ جب تک خدا کی مشیت تھی انگریز نے یہاں منتشر عناصر میں بندھن کا کام دیا۔ ایسے م...